وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ٥ وَ اَنْ اَتْلُوَ الْقُرْاٰنَ الآية

اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ مَیں مسلم بن جاؤں اور یہ کہ مَیں
قرآن مجید پڑھوں اور اس کی پیروی کروں۔

ضرورتِ علم القرآن

ازقلم

جلالُ الدین شمس

(سابق مبلّغ انگلستان)

بسمِ اللہ الرحمن الرحیم ۝

قرآن مجید کا عِلم حاصل کرنا کیوں ضروری ہے؟

1۔ یہ سوال کہ قرآن مجید کا عِلم حاصل کرنا کیوں ضروری ہے؟ ایک ایسا سوال ہے جس پر ہر پاکستانی مسلمان کو غور کرنا چاہیئے۔ جب ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ پاکستان میں اسلامی قانون رائج ہوگا اور یہاں کا دستور اور ضابطہ حیات وہی ہوگا جو خالقِ فطرتِ انسانی نے آج سے تقریباً چودہ سو برس قبل سرورِ دو جہان فخر الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کی صورت میں نازل کیا تھا، تو ہمارے لئے یہ نہایت ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم اس کتاب کا جس پر شریعت اسلامیہ کی بُنیاد ہے بغور مطالعہ کریں۔ اور اگر ہم ایسا نہیں کریں گے اور بغیر مطالعہ قرآن مجید ہم اسلامی قانون کی فضیلت اور اس کی ترویج کی رٹ لگاتے اور اس کی شانِ بلند کے گیت گاتے رہیں گے تو ہم ''دیکھا نا بھالا صدقے گئی خالہ'' کی مثل کے مصداق ہوں گے۔ لہٰذا آج ہر پاکستانی مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ قرآن مجید کو بغور پڑھے اور اس کے معانی اور مطالب سے آگاہی حاصل کرے۔

2- اللہ تعالٰی کا نازل کردہ قانون

قرآن مجید کا علم حاصل کرنا اس لئے بھی ضروی ہے کہ آج دُنیا میں جو بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے اور بین الاقوامی مشکلات جو پیچیدگیاں اختیار کر رہی ہیں وہ دُور نہیں ہوسکتیں۔ جب تک کہ کوئی ایسا قانون نہ ہو جو ایسی ہستی کا بنایا ہوا ہو جس پر کوئی طرفداری کا الزام نہ دے سکے۔ انسانوں کے بنائے ہوئے قانون نہ تو تعصّب سے خالی ہوتے ہیں اور نہ اپنے ذاتی منافع سے اگر مرد واضعِ قانون ہوں تو عورتوں کی طرف سے ان کو الزام دیا جاتا ہے کہ انہوں نے ہمارے حقوق نظر انداز کر دیئے ہیں۔ اور اگر عورتیں کوئی قانون تجویز

کرتی ہیں تو مَردوں کی طرف سے اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ مَردوں کو نیچا دکھانا چاہتی ہیں۔ اگر امریکن کوئی قانون بناتے ہیں یا انگریز یا روسی یا کوئی اور حکومت یا قوم قانون بناتی ہے تو وہ اپنی قوم یا اپنے ملک کے مفاد کو دوسروں کے مفاد پر ترجیح دیتی ہے۔ یہ امر محتاجِ ثبوت نہیں کہ ہر قوم اپنے آپ کو دوسری قوموں سے افضل قرار دیکر اپنے لئے وہ حقوق تجویز کرتی ہے جو دوسروں کو دینے کیلئے تیار نہیں ہوتی، اسلئے دُنیا میں تمام انسانوں کو اطمینان، کہ اِسی پر امنِ عالم کا قیام منحصر ہے اُسی قانون سے حاصل ہوسکتا ہے جو انسان کا بنایا ہوا نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کا وضع فرمایا ہوا ہو، جس کی نظر میں مرد وعورت اور انگریز وجرمن اور روسی وامریکن اور فرانسیسی واطالین اور مشرقی ومغربی اور گورے کالے سب مساوی ہیں۔ نہ اسے مرد الزام دے سکتے ہیں نہ عورتیں، نہ مشرق کے رہنے والے نہ مغرب کے۔ کیونکہ وہ سب کا خالق اور مالک ہے۔

اور قرآن مجید کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ کسی انسان کا بنایا ہوا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:۔

" قُلْ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

(بقرہ رکوع ۳)

اِس آیت شریفہ میں قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے کی یہ دلیل بیان فرمائی گئی ہے کہ اگر دُنیا کے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ کلام خدا تعالیٰ کا نہیں بلکہ انسان کا ہے تو وہ اس کی ایک سورۃ کی مانند بنا لائیں اگر وہ اپنے اس دعویٰ میں کہ یہ انسانی کلام ہے صادق ہیں اور خدا کے سوا جس سے مدد لینا چاہیں لے لیں۔ لیکن اگر وہ ایسا نہ کریں اور وہ ہرگز نہ کرسکیں گے تو انہیں اس آگ سے ڈرنا چاہیئے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جو کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔

صحیفۂ قدرت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ کام نہیں کیا کرتا جو انسان کیا کرتے ہیں اور انسان وہ کام نہیں کرسکتا جو خدا تعالیٰ کرتا ہے۔ مثلاً گلاب کا پھُول انسان نے پیدا نہیں کیا، اس کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اب کوئی شخص چاہے کہ گلاب کا

پھُول بنالے تو یہ اس کے لئے ممکن نہیں۔ اسی طرح انسان گھر بناتا ہے، کپڑے بُنتا ہے وغیرہ۔ مگر ایسا گھر یا ایسا کپڑا کبھی نہ دیکھو گے جو خدا تعالیٰ کا بنایا یا بُنا ہوا ہو۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اپنے فعل اور انسان کے فعل میں یہ امتیاز رکھا ہے کہ جو فعل انسان کرتا ہے خدا تعالیٰ وہ فعل نہیں کیا کرتا اور جو فعل خدا تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے وہ انسان نہیں کرسکتا۔

صحیفۂ فطرت کے اس اصول کو مدّ نظر رکھتے ہوئے تمام انسانوں کا قرآن مجید کی مانند کتاب لانے سے عاجز آجانا اِس بات کی دلیل ہے کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، انسان کا نہیں۔ اس لئے وہی قانون تعصب اور طرفداری سے پاک ہوسکتا ہے جو قرآن مجید نے پیش کیا ہے۔ ہمیں ایسی کتاب کا علم حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ دُنیا میں پاکستان کی فوری شہرت کا باعث یہی بات ہوئی ہے کہ اس کے وزیرِخارجہ نے یو۔این۔او اور سان فرانسسکو اور انسانی حقوق کی کمیٹی کے سامنے قرآن مجید کو جو خالقِ فطرتِ انسانی کی تعلیم ہے پیش کیا ہے۔

3- قیامِ امن کے ذرائع

قرآن مجید کے پڑھنے کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ اسی کی تعلیم پر عمل کرنے سے دنیا میں حقیقی امن قائم ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق فرماتا ہے:۔

” یَھْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلَامِ وَ یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِه وَیَھْدِیْھِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ o“

(مائدہ رکوع نمبر۳)

یعنی قرآن مجید کے ذریعے اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو اس کی رضا چاہتے ہیں سلامتی اور امن کی راہیں دکھاتا ہے اور اُنہیں اپنے منشا سے مشکلات کے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے اور سیدھے راستے کی طرف ان کی راہنمائی کرتا ہے۔

اِس وقت دُنیا میں جس قدر مشکلات پائی جاتی ہیں اگر قرآن مجید کی ہدایات پر عمل کیا جائے تو وہ یقیناً دُور ہوسکتی ہیں۔ بطور نمونہ قرآن مجید سے دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

(1) پہلی جنگ کے بعد فاتح اقوام متحالفہ نے لیگ آف نیشنز بنائی تھی۔ اس کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ نے 1924ء میں اپنی کتاب ''احمدیت حقیقی اسلام ہے'' میں قرآن مجید کی آیت ''وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوا فَاَصْلِحُوْ بَیْنَھُمَا ج''
سے استدلال کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ موجودہ لیگ آف نیشنز قائم نہیں رہ سکتی اور نہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوسکتی ہے کیونکہ وہ قرآن مجید کی تجویز کردہ مجلسِ مصالحت کے مطابق نہیں۔ فاتح اقوام نے اسکے قوانین وضع کرتے ہوئے اپنے مفاد کو مدنظر رکھا ہے اور مفتوح اقوام کے حقوق کو پامال کر دیا ہے۔ نیز انہوں نے فوجی طاقت کے استعمال کو جائز نہیں قرار دیا حالانکہ قرآن مجید اس کے متعلق یہ ہدایت فرماتا ہے کہ جب دو قوموں یا حکومتوں کے درمیان اختلاف بڑھ جائے اور ایسی حالت پیدا ہوجائے جس سے دونوں قوموں کے درمیان جنگ کا خطرہ ہو تو اسی وقت مجلسِ مصالحت دونوں قوموں کو نوٹس بھیجے کہ وہ اپنے تنازع کو اس کے سپرد کریں اور وہ مجلس اُن کے جھگڑے کا فیصلہ عدل وانصاف کی رُو سے کرے۔ لیکن اگر ایک قوم اپنا کیس پیش کرنے سے انکار کرے یا پیش کرنے کے بعد فیصلہ کو نہ مانے تو سب قوتوں کو مل کر اس وقت تک اس سے جنگ کرنی چاہئے جب تک کہ وہ اس کا فیصلہ نہ مان لے۔

ظاہر ہے کہ اگر لیگ آف نیشنز قرآن مجید کے بتائے ہوئے اصولوں پر بنائی جاتی تو دوسری جنگ عظیم ہرگز نہ ہوتی۔ لیکن جیسا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے 1924ء میں لکھ دیا تھا، وہ لیگ ناکام ہوگئی اور دوسری جنگ شروع ہوگئی۔ اور اس دوسری جنگ کے اختتام پر جو یو۔ این۔ او بنائی گئی وہ بھی مساوی حقوق پر نہیں بنائی گئی اور دُنیا میں حقیقی امن اسی وقت قائم ہوگا جب کہ ساری قومیں سلامتی اور امن کے ان اصولوں کو قبول کرلیں گی جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں۔

(2) دوسری مثال تجارت کی ہے۔ اس زمانہ کی جنگیں درحقیقت اقتصادی فوائد حاصل کرنے کیلئے کی جاتی ہیں۔ اور دوسری قوموں پر حکومت کرنے کی سب سے بڑی غرض بھی اقتصادی فوائد حاصل کرنا ہوتی ہے اور طاقتور قومیں کمزور قوموں سے ان کے خلافِ مرضی تجارت کے ذریعہ فوائد حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

" یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ الا تَاْکُلُوْااَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِا لْبَاطِلِ اِلَّااَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ وَلَاتَقْتُلُوْااَنْفُسَکُمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًاo وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ عُدْوَاناً وَّظُلْماً فَسَوْفَ نُصْلِیْہِ نَارًاوَّ کَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْراً o (نساء رکوع ۵)

یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم اپنے اموال آپس میں نا جائز طور پر نہ کھاؤ۔ ہاں تجارت کے ذریعے ایک دوسرے کے مال سے نفع حاصل کر سکتے ہو بشرطیکہ تجارت بھی باہمی رضامندی سے ہو۔ اور اپنے آدمیوں کو قتل نہ کرو۔ یعنی اگر تجارت باہمی رضامندی سے نہیں ہوگی اور کسی مُلک یا قوم کی کمزوری سے فائدہ اُٹھا کر اس سے ایسی شرائط منوائی جائیں گی جن کو کوئی آزاد قوم ماننے کیلئے تیار نہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کر دیں گے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ رحیم ہے اس لئے اس نے پہلے سے تمہیں آگاہ کر دیا ہے کہ تجارت باہمی رضامندی سے ہونی چاہئے۔ اور جو لوگ اس ہدایت کے خلاف دشمنی اور ظلم سے کارروائی کریں گے تو ہم اُنہیں آگ میں داخل کریں گے یعنی اس کا نتیجہ جنگ ہوگا۔ اور یہ بات بھی کیسی سچی ثابت ہوئی ہے۔ اگر اقتصادی فوائد کا خیال درمیان سے اُٹھا دیا جائے پھر اس زمانہ کی کوئی قوم جنگ کرنے کیلئے تیار نہیں ہوگی۔ لہٰذا قرآن مجید کا علم حاصل کرنا اسلئے بھی ضروری ہے کہ اس کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرنے سے دُنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے اور قومیں امن کا سانس لے سکتی ہیں۔

4- مطالعہ کتب کے بواعث

(1) انسان کے دل میں کسی کتاب کے پڑھنے کا شوق مختلف وجوہ سے پیدا ہوتا ہے۔ کبھی تو اس لئے کہ وہ کسی ایسے مشہور و معروف مصنّف کی لکھی ہوئی ہوتی ہے جس کا علم اس سے زیادہ ہوتا ہے اور اس کتاب کے پڑھنے سے اس کے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور کوئی مؤلف و مصنّف جتنا مشہور و معروف ہوتا ہے اُتنا ہی اُس کی کتاب دیکھنے کیلئے لوگوں میں اشتیاق پیدا ہوتا ہے۔ انسانوں کی اِس طبعی خواہش کے مطابق بھی قرآن مجید کا پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ وہ اُس خدا کا کلام ہے جس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کے عالم الغیب

ہونی کی وجہ سے اُس کا علم ہر چیز کے متعلق صحیح اور درست ہے۔

(2) کبھی انسان کے دل میں کسی کتاب کے مطالعہ کا شوق اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ اُس کے متعلق سُنتا ہے کہ اُس کے مضامین بلند پایہ اوراس کے دلائل قوی اور نا قابلِ تردید ہیں اور اُس کی پیش کردہ باتیں صحیح ، قطعی اور یقینی ہیں اور ان میں شبہ کی گنجائش نہیں۔ اِس لحاظ سے بھی قرآن مجید کا پڑھنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ اس کا یہ دعویٰ ہے۔

" لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ o (خم السجدہ رکوع ۵)

یعنی قرآن مجید میں جو مضامین بیان کئے گئے ہیں وہ نہایت بلند پایہ یقینی وقطعی اور علم صحیح پر مبنی ہیں۔کوئی زمانہ ایسا نہیں آسکتا جس میں علم صحیح کی بناء پر ان کی تردید وتغلیط کی جا سکے۔ کیونکہ وہ خدائے حکیم وحمید کی طرف سے نازل ہوا ہے جس کا کلام پُر از حکمت اور وہ خود ہمیشہ قابلِ ستائش اور لائق حمد ہے۔

(3) کبھی انسان کے دل میں کسی کتاب کے مطالعہ کی خواہش اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے سے بہت سے فوائد اور اس پر عمل کرنے سے اعلیٰ سے اعلیٰ مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔اس لحاظ سے بھی قرآن مجید کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ دُنیا کی کوئی قوم قرآن مجید کی اس خوبی وفضیلت کا انکار نہیں کرسکتی کہ اس پر عمل کرنے سے ایک جاہل اور وحشی قوم جو دُنیا میں سب سے ادنیٰ اور ذلیل ترین سمجھی جاتی تھی ۔تہذیب و تمدّن اور اخلاقیات و معاشیات اور روحانیات میں تمام اقوامِ دُنیا کی استاد بن گئی اور دنیا کے ایک بڑے حصہ کی اصلاح کا موجب ہوئی اوراس نے ایسے رنگ میں دوسروں پر حکومت کی کہ وہ اس کی حکومت کو نعمتِ الٰہی خیال کرنے لگے۔

مذکورہ بالا تینوں امور جو کتابوں کے پڑھنے کا موجب ہوا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ابتدائے قرآن یعنی سورۃ البقرۃ کی پہلی دو آیتوں میں بیان کر دئے ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

"الٓمّٓ o ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَارَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ o الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنفِقُوْنَ o"

" الٓمّٓ" میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اس آیت کا مادہ علم الٰہی ہے اور اللہ جو اس

کلام کا نازل کرنے والا ہے، ہر چیز کا صحیح اور یقینی علم رکھتا ہے اس لئے وہ کتاب یقیناً ''لا ریب فیہ'' کی مصداق ہے۔ یعنی اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس میں شک و شبہ کی گنجائش ہو۔ اوراس کے مقاصد عالیہ کا ذکر ھدًی للمتّقین میں فرمایا۔ یعنی یہ کتاب اُن کی بھی رہنمائی کرتی ہے جو متقی ہیں۔ اگلی آیت میں متقیوں کی یہ تعریف بیان فرمائی ہے کہ ان کے عقائد بھی صحیح ہیں اور وہ عبادات بھی بخوشی بجالاتے ہیں۔ اوراللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے اس کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں۔ اور قرآن شریف کے ایسے لوگوں کی بھی راہنمائی کرنے سے مطلب یہ ہے کہ تا وہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجات اور مراتب حاصل کرسکیں۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نہایت اختصار کے ساتھ قرآن مجید کے کمال کو ایسے رنگ میں بیان فرمایا ہے جس سے زیادہ عمدہ اسلوب میں بیان کرنا متصوّر نہیں۔ دنیا کی کسی چیز کا کمال اس کی عللِ اربعہ میں سے کسی عِلّت کی عمدگی اور کمال پر موقوف ہوتا ہے اور وہ چار عِلّتیں فاعلی، مادّی، صوری اور غائی ہیں۔ اِس آیت میں قرآن مجید کی عِلّت فاعلی کے متعلق فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے یہ کتاب نازل کی۔ اوراس کا مادّہ عالم الغیب خدا کا عِلم ہے جس کی باتیں کبھی غلط نہیں ہوسکتیں۔ اوراس کی علّت صوری لا ریب فیہ ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو فطرتِ صحیحہ کیلئے باعثِ شک و شبہ ہو۔ بلکہ کفار کی فطرت بھی بعض وقت یہ کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے اور اُن کی کتاب قرآن ہوتی۔ اور اسکی عِلّت غائی **ھُدًی للمتّقین** فرمائی کہ متقی لوگ جو گناہوں سے بچتے اور اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب رُوحانیہ کے حصول کے خواہاں اور متمنّی ہیں یہ کتاب ان کی رہنمائی کرتے کرتے انہیں اعلیٰ سے اعلیٰ مقامات پر پہنچا دیتی ہے۔

(5) لامذہبیّت کا توڑ قرآن مجید ہے

اس وقت لامذہبیت کا دنیا میں آہستہ آہستہ پھیلنا بھی ظاہر ہے۔ اوراس کے نتیجہ میں اخلاق پر جو بُرا اثر پڑ رہا ہے وہ بھی عیاں ہے۔ اور لامذہبیت کی رَو کو روکنے کیلئے اس کتاب کا پڑھنا ضروری ہے جس نے لامذہبیت کا مقابلہ کرکے مذہب کو دُنیا میں قائم کیا ہو اور وہ کتاب قرآن مجید ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

" يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَ تۡكُمۡ مَوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوۡرِوَهُدًى وَّرَحۡمَةٌلِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ o"

(یونس رکوع ۴)

'یعنی اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی ہے جس پر عمل کرنے سے تمہیں اعلیٰ مقام حاصل ہوگا اور وہ شفاء لما فی الصّدور ہے۔یعنی اس میں ان تمام شکوک وشبہات کا تسلّی بخش جواب دیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجود اور دیگر امورِ روحانیہ کے متعلق کئے جاتے ہیں۔اس کتاب کے پڑھنے سے سینوں میں انشراح پیدا ہوتا ہے اور تمام رُوحانی بیماریاں دُور ہوجاتی ہیں۔اور جو اس پر ایمان لاکر اپنی زندگی کو اس کے مطابق بنا لیتے ہیں اُن کیلئے یہ کتاب ترقی کا باعث ہوتی اور ان کی ہر حال میں رہنمائی کرتی اور رحمتِ الٰہی کا باعث بنا دیتی ہے۔

(6) تاریخی حالات

کبھی انسان کتاب اس لئے پڑھنا چاہتا ہے کہ اُسے گذشتہ لوگوں کے حالات کا علم ہو اور یہ پتہ لگے کہ ان لوگوں نے کیا طریقے اختیار کر لئے تھے جو کامیاب ہوئے اور انعامات کے وارث بنے۔اور تباہ ہونے والے کن اعمال کی وجہ سے تباہ و ہلاک ہوئے اور اُن کا نام ونشان صفحہ دُنیا سے کیوں مٹا دیا گیا؟

قرآن مجید میں دونوں قسم کے لوگوں کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔اُن لوگوں کے بھی جنہیں روحانی اور جسمانی نعمتیں ملیں اور ان لوگوں کے بھی جو تباہ کئے گئے۔اللہ تعالیٰ حضرات انبیاء علیہم السلام اور ان کے مخالفین بدانجام کے واقعات کے تعلق میں فرماتا ہے:۔

" لَقَدۡ كَانَ فِىۡ قَصَصِهِمۡ عِبۡرَةٌ لِّاُولِى الۡاَلۡبَابِ o"

(یوسف رکوع ۱۲)

یعنی ان کے حالات کے بیان میں عقلمندوں کیلئے کافی عبرت کا سامان موجود ہے۔ کاش وہ غور کریں اور سمجھیں کہ پہلی اقوام کس جُرم کی پاداش میں تباہ ہوئیں اور کیونکر انبیاء علیہم السلام اور مومنین کرام نے ترقیات پائیں۔

پس اس لحاظ سے بھی قرآن مجید کا علم حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔

(7) علم غیب کی خواہش

انسان کے اندر ایک طبعی خواہش مستقبل کا علم حاصل کرنے کے لئے بھی پائی جاتی ہے۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے۔ اسی خواہش کے نتیجہ میں غیب کے معلوم کرنے کے لئے کئی طریق ایجاد کئے گئے ہیں۔ مثلاً عِلم الکف یعنی کسی کے ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر یہ معلوم کرنا کہ مستقبل میں اُسے کن کن امور سے دوچار ہونا اور کیا کیا پیش آنا ہے۔

اسی طرح علم رمل اور جفر اور علم النجوم وغیرہ کہ ان سے بھی حالاتِ آئندہ معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اس لحاظ سے بھی قرآن شریف کا پڑھنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ وہ ایک ایسی کتاب ہے جو ’’ وَمَا هُوَعَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْن ‘‘ کا دعویٰ کرتی ہے۔ یعنی یہ کہ وہ غیب بیان کرنے میں بخیل نہیں اور اس میں کثرت سے غیب کی باتیں پائی جاتی ہیں اور آئندہ زمانوں کے متعلق پیشگوئیاں موجود ہیں جو اپنے اپنے وقت پر پوری ہوتی ہیں۔ مَیں ان پیشگوئیوں میں سے بطور نمونہ ایسی دو پیشگوئیوں کا ذکر کرتا ہوں جن کا تعلق تمام دنیا سے ہے۔

(1) اللہ تعالیٰ نے سورۃ قمر میں مسلمانوں کی ترقی اور ان کی عروج کے متعلق پیشگوئی کی ہے اور پھر اس سے اگلی سورۃ الرحمٰن میں مغربی اقوام کی ترقی اور مشرقی اقوام کے جن میں مسلمان بھی شامل ہیں تنزّل کا ذکر فرمایا ہے۔ اور اس کا ایک باعث دو سمندروں یعنی بحیرہ قلزم اور بحیرہ روم کا آپس میں مِل جانا بتایا ہے جو نہر سویز کے ذریعے گذشتہ صدی میں ملائے گئے۔ چنانچہ فرمایا:۔

’’ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ o

یعنی اللہ تعالیٰ نے دو سمندر چھوڑے ہیں جو آپس میں مل جائیں گے۔

اور اس کا نتیجہ:۔

’’ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَأٰتِ فِى الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ o‘‘

ہوگا۔یعنی پہاڑوں کی مانند سمندروں میں اُٹھے ہوئے جہاز بکثرت چلیں گے۔
جو تجارتی بھی ہونگے اور سواری کے بھی اور جنگی بھی جو قافلوں کی صورت میں سمندر میں رواں دواں ہونگے۔ پھر مشرقی اور مغربی اقوام کے مستقبل کا ذکر کیا ہے اور آیت :۔

" كُلُّ مَنْ عَلَيْهَافَانٍ وَّ يَبْقىٰ وَجْهُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ "

اور آیت كُلَّ يَومٍ هُوَفِي شَان "

میں مغربی اقوام کو تنبیہ کی ہے کہ وہ اپنی طاقت پر نازاں نہ ہوں۔اور مشرقی اقوام یعنی مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے کہ وہ مایوس نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ وہی ہے جو قوموں کو اُوپر اُٹھاتا اور نیچے گراتا ہے۔ پھر آیت :۔

" يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَاتَنْتَصِرَانِ o"

سے لیکر " حَمِيمٍ اٰنٍ o" تک ایک ہولناک تباہی کا منظر پیش کیا ہے۔

جو اللہ تعالیٰ سے غافل اور فرعونی صفت قوموں پر آنے والی ہے۔ پھر آیت :۔

"وَلِمَنْ خَافَ مقَا مَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ o"

میں انجام کار مومنوں کے غلبہ اور ترقی کے متعلق پیشگوئی فرمائی ہے۔

(2) اب میں اس دوسری عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتا ہوں جو تمام دنیا کی سیاست سے تعلق رکھتی ہے۔اللہ تعالیٰ سورۃ کہف میں قرآن مجید کو کتاب قیّم قرار دیکر فرماتا ہے:۔

"لِيُنْذِرَبأسًاشَدِيْدًامِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَالْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْراًحَسَناً oۙ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا oۙ وَّيُنْذِرَالَّذِيْنَ قَالُوْااتَّخَذَاللهُ وَلَدًا o"

(کہف رکوع ۱)

یعنی اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ موجودہ مخالفین اسلام کو سخت عذاب اور جنگ سے ڈرائے اور مومنوں کو بشارت دے کہ انہیں بہت اچھا اجر ملے گا۔اور اس کے بعد فرمایا کہ قرآن مجید اس لئے بھی نازل کیا گیا ہے تا وہ ان لوگوں کو ڈرائے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹا تجویز کیا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے دو دفعہ " یُنْذِر "کا لفظ لاکر یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ مسلمان پہلے عیسائیوں پر غالب آجائیں گے اور ایک لمبے عرصہ تک ان کا غلبہ رہے گا۔ جس کے بعد پھر عیسائی طاقت پکڑنا شروع کریں گے اور تمام دنیا پر غالب آجائیں گے۔ اور جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے وہ اپنی قوّت و طاقت اور رُوئے زمین پر پھیل جانے اور اپنے مکروفریب کی وجہ سے دجّال کہلائیں گے۔ ان آیات میں جو دوسری دفعہ " یُنْذِر " کا لفظ آیا ہے اس میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آخر کار وہ پھر تباہ کئے جائیں گے۔ اور قرآن مجید میں یاجوج و ماجوج کے متعلق جو اس وقت دو بڑے بلاکوں میں منقسم ہیں جو اشتراکیت اور جمہوریت کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں ایک پیشگوئی کی گئی ہے۔

" حتّٰی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ o"

انبیاء رکوع ۷)

یعنی آخری زمانہ میں یاجوج و ماجوج کھول دئے جائیں گے اور وہ ہر زمین کی بلندی اور سمندر کی لہروں اور موجوں سے تیزی کے ساتھ نِکل جائیں گے۔ یعنی برّ و بحر پر ان کا تسلّط ہوجائے گا۔ اور یہ یاجوج و ماجوج کے کمال عروج کا بیان ہے۔ پھر اگلی آیت میں فرمایا:۔

" وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُالحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْ يَا وَيْلَنَاقَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَابَلْ كُنَّاظٰلِمِيْنَ o "

اور وہ سچا وعدہ قریب آجائے گا اور ناگہاں یہ ہوگا کہ کُفر اختیار کرنے والوں کی آنکھیں کُھلی کی کُھلی رہ جائیں گی اور وہ افسوس سے کہہ رہے ہوں گے کہ ہم یقیناً اِس قسم کی تباہی سے غفلت میں تھے بلکہ ہم یقیناً ظالم تھے۔

پھر سورۃ کہف میں یاجوج و ماجوج کے متعلق فرمایا ہے:۔

" وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَؤْمَئِذٍ يَمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ" الآية

(کہف رکوع ۱۱)

یعنی ہم چھوڑ دیں گے اُن میں سے بعض کو، وہ حملہ آور ہوں گے بعض پر اور بِگل میں پھونکا جائے گا اور ہم ان سب کو لشکروں کی صورت میں اکٹھا کریں گے۔ اور اس دن ہم

ان کا فروں کے عین سامنے جہنّم کو لے آئیں گے۔ وہ لوگ کہ جن کی آنکھیں میرے ذکر یعنی قرآن مجید سے پردے میں تھیں، اور وہ اس کے سُننے کی بھی تاب نہ رکھتے تھے۔

اِن آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک بے مثال تسلّط وغلبہ اور اقتدار کے بعد یاجوج و ماجوج ایک دوسرے پر حملہ کریں گے اور باہم ٹکرائیں گے جس کا نتیجہ ان کی تباہی ہوگا۔ اور آخر کار پھر اسلام دُنیا پر غالب آجائے گا۔

یاجوج و ماجوج کی تعیین

بائیبل میں حزقیل نبی کی کتاب میں لکھا ہے:۔

’’خداوند کا کلام مجھ کو پہنچا اور اس نے کہا کہ اے آدم زاد تو جوج کے مقابل جو ماجوج کی سرزمین کا ہے اور روس اور مسک اور توبال کا سردار ہے۔ اپنا مُنہ کر اور اس کے برخلاف نبوّت کر کہ خداوند یہوواہ یوں کہتا ہے کہ ’’دیکھ اے جوج روس اور مسک اور توبال کے سردار مَیں تیرا مخالف ہوں اور مَیں پھر تجھے پھرا دوں گا اور تیرے جبڑوں میں بنسلیاں ماروں گا۔‘‘ (حزقیل 38/46)

حزقیل کی اس عبارت سے جس میں روس اور اس کے دو بڑے بڑے شہروں ماسکو اور توبالسک کا ذکر کر دیا گیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج کا تعلق روس سے ہے۔

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے 1891ء میں اپنی کتاب ازالۂ اوہام کے صفحہ 502 میں بالتصریح فرمایا ہے:۔

’’اور یاجوج و ماجوج کے متعلق تو فیصلہ ہو چکا ہے جو یہ دنیا کی دو بلند اقبال قومیں ہیں جن میں سے ایک انگریز اور دوسرے روس ہیں۔‘‘

پھر فرماتے ہیں:۔

’’ایسا ہی یاجوج ماجوج کا حال بھی سمجھ لیجئے۔ یہ دونوں پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کُھلے طور پر غالب نہ ہو سکیں اور ان کی حالت میں ضعف رہا۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی۔ یعنی اپنی جلالی قوّت کے ساتھ ظاہر ہوں گی۔ جیسا کہ سورۃ کہف میں فرماتا ہے:

" وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ "
یعنی یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی۔"
اِس پیشگوئی کے ایک حصہ کا پورا ہونا تو دنیا نے دیکھ لیا ہے۔ اب دوسرا حصہ پُورا ہونے کو ہے۔ جبکہ یہ دونوں قومیں یاجوج ماجوج باہم ٹکرائیں اور تباہ ہوں۔

قرآن مجید نے یہ پیشگوئی آج سے چودہ سو برس قبل اور حضرت بانی جماعت احمدیہ نے یاجوج ماجوج کی تعیین کر کے اس کی صحیح تشریح آج سے ساٹھ برس پہلے کی تھی اور آج یورپ کے چوٹی کے سیاسی مدبرین بھی اِس حقیقت کو تسلیم کر رہے ہیں۔ چنانچہ دُنیا کے ایک مسلّمہ سیاسی لیڈر مسٹر ونسٹن چرچل وزیراعظم برطانیہ نے اپنی ایک تقریر میں روس اور برطانیہ کا یاجوج ماجوج ہونا تسلیم کیا ہے۔

گلڈ ہال لندن میں داخل ہوتے ہی دائیں بائیں یاجوج ماجوج کے مجسّمے نظر آتے تھے۔ اور گذشتہ جنگِ عظیم میں جب گلڈ ہال پر بمباری ہوئی تو وہ نذرِ آتش ہو گئے تھے۔ لارڈ میئر آف لندن نے یہ مجسّمے دوبارہ تیار کرائے اور انہیں نصب کرنے کی تقریب پر مسٹر چرچل کو بھی دعوت دی۔ جنہوں نے اپنی تقریر میں جو لندن کے مشہور ترین جریدہ ٹائمز میں شائع ہوئی۔ کہا:

"میرے محترم لارڈ میئر! مَیں اِس اطلاع پر بے حد خوش ہوں کہ آپ نے یاجوج ماجوج کے مجسّموں کو پھر سے نصب کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ بات میرے لئے انتہائی تکلیف کا موجب تھی کہ ہٹلر کے بموں نے انہیں نذرِ آتش کر دیا تھا، اب وہ اِس گیلری میں نصب کئے ہوئے بہت جاذب نظر ہوں گے۔ میرا خیال ہے کہ وہ صرف زمانۂ قدیم ہی سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ عہدِ حاضر سے بھی ان کا گہرا تعلق ہے۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے زمانہ کی عالمی سیاست یاجوج اور ماجوج کی تاریخ کی طرح بے حد متنازعہ اور خلط ملط ہو گئی ہے۔ تاہم مَیں سمجھتا ہوں کہ یاجوج اور ماجوج دونوں کے لئے ابھی گنجائش باقی ہے۔

ایک طرف یاجوج ہے اور دوسری طرف ماجوج۔ لیکن محترم لارڈ میئر! جب آپ ان دونوں کو نصب کرائیں تو یہ احتیاط کیجئے کہ کہیں یہ ایک دوسرے سے ٹکرا نہ جائیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوا تو یاجوج اور ماجوج دونو ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور ہم سب کو پھر نئے سرے

سے شروع کرنا ہوگا اور شائد انتہائی تہ سے شروع کرنا ہوگا۔ یاجوج اور ماجوج کے مابین خواہ کتنے بھی اختلافات کیوں نہ ہوں وہ بہر حال ایک ہی قسم کے اجزاء سے بنے ہوئے ہیں۔ اور مَیں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہ اجزاء کیا ہیں۔ وہ بکھرے ہوئے عوام الناس کے جتھے جو گرم جوشی سے اس بات کے لئے کمر بستہ ہیں کہ وہ اپنے ملک اور اپنے ہمسایوں کی بہتری کے لئے پوری کوشش کریں۔ ان کی خواہش ہے کہ وہ اپنے گھر بنائیں اور اپنے بچوں کو امن، آزادی اور مستقبل کے درخشاں اور پُر اُمید ماحول میں پروان چڑھائیں۔''

''لیکن پھر اس کے ہمراہ قوم پرستوں، تخیّل پسندوں، انقلابیوں، طبقاتی نفرت کے ماہروں اور سامراجیوں کے گروہ اُتر پڑتے ہیں جن کے پاس محض لغت میں اُلجھے ہوئے نظری ڈھکوسلوں کی افواج ہیں۔

..... اور وہ دن رات انہیں ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرنے میں کوشاں رہتے ہیں تاکہ گھر بننے کی بجائے بموں کی نذر ہوں اور روزی کمانے والے مارے جائیں اور مسمار شدہ گھروں کی بیویاں کھنڈرات میں سے اپنے رہے سہے اعضاء بریدہ اور جُھلسے ہوئے بچوں کو تلاش کرتی پھریں۔''

''یہ ہے اصل تشکیلِ حالات، یہ وہ ترکیبِ اجزاء ہے جو یاجوج ماجوج دونوں میں مشترکہ طور پر پائی جاتی ہے۔ اور یہ وہ ہولناک انجام ہے جو ان دونوں پر وارد ہوگا۔ اگر اے محترم لارڈ میئر! آپ نے اور ان لوگوں نے جو ہمارے اس شہر کے معاملات سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض اُن لوگوں نے بھی جنہیں عالمی حالات سے واسطہ پڑا ہے معمولی فراست سے کام نہ لیا اور یاجوج ماجوج کو ایک دوسرے پر گرنے سے نہ روکا.... یاجوج اور ماجوج کو، ان خیالات کو ایک نہ ایک پہلو سے ان بحثوں سے بھی کم وبیش تعلق ہے جو اس وقت پیرس میں ہو رہی ہیں۔''

''دُنیا کا منظر جو اس وقت ہمارے سامنے ہے کیا نظر آتا ہے؟ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ عظیم طاقتیں خوفناک ہتھیاروں سے مسلّح ہو کر ایک خلیج کے کناروں پر ایک دوسرے کی طرف نہ بڑھنے کی خواہش رکھتے ہوئے بھی خوفزدہ ہو کر خلیج پار کرنے کی کوشش میں سرگرداں ہیں جس میں اُتر کر وہ دونوں تباہی اور بربادی کا شکار ہوں گی۔''

’’ایک طرف سویٹ روس کی فوجیں اور ہوائی طاقت اور ان کے تمام کمیونسٹ ساتھی اور ایجنٹ اور فدائی لوگ ہیں جو اکثر ممالک میں پائے جاتے ہیں اور دوسری طرف وہ طاقتیں ہیں جنہیں ہم مغربی جمہوریتوں کے نام سے پُکارتے ہیں اور جو اپنے عظیم وسائل کے ساتھ جو فی الحال پوری طرح منظّم نہیں امریکہ کے گرد جمع ہو رہی ہیں جس کے قبضہ میں ایٹم بم کی طاقت موجود ہے۔‘‘

’’اب اس میں تو کوئی شبہ کی بات نہیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟ برطانیہ، دولتِ مشترکہ اور برطانوی مملکت جو ابھی تک ہمارے اس جزیرہ کو اپنا مرکز بنائے ہوئے ہیں اپنی ترقی پذیر طاقت اور ضروریاتِ مشترکہ کی وسعت اور خود حفاظتی کے بندھنوں میں جکڑی ہوئی اس عظیم جمہوریت (امریکہ) کے ساتھ مربوط ہو چکی ہیں۔ جو بحر اوقیانوس کے اس پار واقع ہے۔ وہ قربانیاں اور مصائب جو ریاست ہائے متحدہ امریکہ اس مقصد کے لئے برداشت کر رہا ہے کہ جارحانہ اشتراکیت کو آزاد ممالک کے اندر مزید راستہ بنانے سے روکا جائے اور اگر ممکن ہو تو اس کا سدِ باب کر دے۔ یہی امن کی حقیقی بنیادیں ہیں۔‘‘

(لنڈن ٹائمز مؤرخہ ۱۰ نومبر ۱۹۵۱ء بحوالہ پیغامِ صلح لاہور)

اللہ اکبر! قرآن مجید نے یاجوج ماجوج کے طاقت پکڑنے اور پھر ایک دوسرے سے ٹکرانے کے نتیجہ میں تباہ و ہلاک کئے جانے کے متعلق جو پیشگوئی کی ہے وہ کس قدر مہیب اور عظیم الشان ہے جو اس وقت کی گئی تھی جبکہ کسی انسانی دماغ میں اس کا وہم بھی نہیں گذر سکتا تھا۔

اور جیسا کہ سورۃ کہف میں عیسائی طاقت کے ٹوٹ جانے اور مسلمانوں کی حکومت کے قیام کے متعلق پیشگوئی کی گئی ہے۔ اس طرح عیسائیوں اور یاجوج ماجوج کے دوبارہ سیاسی غلبۂ تفوق اور طاقت پکڑنے کی پیشگوئی بھی کی گئی ہے۔ جس کے ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا ہے کہ انجام کار یاجوج ماجوج کی قوت ٹوٹ جائے گی اور ان کی شوکت جاتی رہے گی۔ اور اسلام تمام دنیا پر غالب آجائے گا۔

پس قرآن مجید میں ان اقوامِ عالم کے متعلق بھی پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں۔ جن کے ذریعے دُنیا میں خرابی پیدا ہونے والی تھی اور ان کے متعلق بھی جن کے ذریعہ دنیا کی اصلاح

ہونی تھی۔ اس لیے اس احساس کے ماتحت بھی جو انسان کے اندر مستقبل کی خبریں معلوم کرنے کے متعلق پایا جاتا ہے۔قرآن مجید کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

اِسی طرح قرآن مجید میں آئیندہ سائنٹیفِک انکشافات کے متعلق بھی پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں جن میں درحقیقت قرآن مجید کے پڑھنے والوں کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ ریسرچ کریں اور اشیاء کی حقیقت دریافت کریں۔ مثال کے طور پر مَیں قرآن مجید کی ایک آیت پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

" سُبۡحَانَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّھَا مِمَّا تُنۡبِتُ الۡاَرۡضُ وَ مِنۡ اَنۡفُسِھِمۡ وَمِمَّا لَایَعۡلَمُوۡنَ o" (یٰسین رکوع ۳)

اللہ تعالیٰ وہ پاک ذات ہے جس نے ہر قِسم کے جوڑے پیدا کئے۔ان چیزوں کے بھی جو زمین اُگاتی ہے۔یعنی نباتات کے اور ان کے یعنی انسانوں کے بھی اور ان چیزوں کے بھی جن کو وہ نہیں جانتے۔یعنی ابھی تک ان چیزوں کے متعلق یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ بھی نر و مادہ یعنی زوجین کی شکل میں پیدا ہوئی ہیں۔ چنانچہ اس زمانہ میں سائنس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ دُنیا کی ہر چیز زوج کی شکل میں پائی جاتی ہے۔ اور یہی بات اللہ تعالیٰ نے آیت " وَمِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَیۡنِ " (زاریات ع۳) میں بتائی ہے کہ ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے ہیں۔

8-ذاتی حالات معلوم کرنے کی خواہش!

جب انسان کسی کتاب کے متعلق سُنتا ہے کہ اس میں اُسکا اور اسکے خاندان کا تذکرہ کیا گیا ہے یا اس میں ان کی ترقی کے ذرائع اور تنزل کے اسباب پر بحث کی گئی ہے،تو اس کے دل میں اس کتاب کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوتا ہے بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ اگر کسی کے نام اس کے کسی رشتہ دار یا بزرگ یا دوست کا خط آتا ہے تو وہ اُسے نہایت شوق سے پڑھتا ہے اور اگر پڑھنا نہ جانتا ہو تو کسی اور سے پڑھوا کر سُنتا ہے، بلکہ بعض بے پڑھے لوگ تو خط کے مضمون پر یقین حاصل کرنے کے لئے ایک سے پڑھوانے پر بس نہیں کرتے بلکہ دو تین سے پڑھواتے ہیں۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

" لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ کِتَاباً فِیْہِ ذِکْرُکُمْ اَفَلَاتَعْقِلُوْنَ o"

(انبیاء رکوع ۱)

یعنی ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ذکر ہے۔ یعنی اس میں تمہاری عزّت وشرف کے اسباب بیان کئے گئے ہیں۔ پس جس کتاب کو خدا تعالیٰ نے جو ہمارا خالق ہے ہمارے نام بھیجا ہے اوراس میں ہمارا ذکر بھی پایا جاتا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اُسے بغور پڑھیں اوراس کے مضامین سے واقفیّت حاصل کریں۔

9- کامل ومکمّل کتاب

جب کسی کتاب کے متعلق یہ معلوم ہو کہ وہ کسی فن کی کامل ومکمل کتاب ہے اوراس کا مطالعہ اس فن کی بہت سی کُتب سے مستغنی کردیتا ہے تو انسان اس کتاب کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اوراس کے پڑھنے کا مشتاق ہوتا ہے۔

قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلْیَومَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (مائدہ رکوع ۱) آج مَیں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمّل کردیاہے۔ نیز فرمایا: فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃ (البیّنہ رکوع ۱)۔ یعنی قرآن مجید میں ہم نے تمام الہامی کتابوں اور تعلیموں کا نچوڑ پیش کَردیاہے، اب کوئی ہدایت یا تعلیم جس کی انسان کو دائمی طور پر ضرورت تھی ایسی نہیں جو قرآن مجید میں بیان نہ کردی گئی ہو۔ تمام قائم ودائم رہنے والی تعلیمیں اس میں موجود ہیں۔ ایک اورآیت میں بیان فرمایا:۔

"وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِرَبِّی وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلّاقَلِیْلاً" (بنی اسرائیل رکوع ۱۰)

لوگ تجھ سے قرآن مجید کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اور شریعتوں کی موجودگی میں اس کی کیا ضرورت تھی؟ فرمایا۔ تُو کہہ دے کہ یہ کلام میرے رب کے حکم سے نازل ہوُا ہے۔ اور جو علمِ شریعت تمہیں اس سے پہلے دیا گیا وہ غیر مکمل تھا اور ساری دنیا کو مدّ نظر رکھتے ہوئے قلیل تھا اس لئے ایک کامل شریعت کی ضرورت تھی جو قرآن مجید کی صورت میں نازل ہوئی ہے اوراس کے کامل ومکمل اور دوسری شرائع کے غیر مکمّل وناقص ہونے کی یہ دلیل ہے۔

" قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّأتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْكَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْراً o

(بنی اسرائیل رکوع ۱۰)

یعنی تو معترضین سے کہہ دے کہ اگر تمام لوگ چھوٹے اور بڑے اس غرض کے لئے کہ وہ قرآن مجید کی مانند کوئی کتاب پیش کریں، جمع ہو جائیں اور ایک دوسرے کی مدد بھی کریں تو وہ اس کی مانند کوئی کتاب پیش نہیں کرسکیں گے اور ان کا قرآن مجید کی مثل پیش کرنے سے عاجز ہو جانا ثبوت ہوگا اِس امر کا کہ قرآن مجید ایک کامل و مکمّل کتاب ہے اور اس کی مانند اور کوئی کتاب کامل نہیں۔

مثال کے طور پر مَیں ایک تعلیم کا ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ انجیل میں لکھا ہے تو اپنے بھائی سے بلا سبب غصّہ مت ہو لیکن قرآن مجید یہ تعلیم دیتا ہے۔

" وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ o"

(آل عمران رکوع ۱۴)

کہ متقی لوگ جو جنّت کے وارث ہوں گے وہ ہیں جو اپنے غصّے کے روکنے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو تعلیم انجیل میں بیان کی گئی تھی وہ کامل تعلیم نہیں ہے۔ اس سے تو صرف اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ انسان کو اپنے بھائی پر بلا وجہ غصّہ نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن قرآن مجید یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایسا کرنا کوئی قابلِ تعریف بات نہیں۔ کیونکہ انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ بلا وجہ غصّہ نہ ہو، ورنہ وہ انسانیت کے دائرے سے باہر ہو جائے گا۔ بلکہ قابلِ تعریف وہ لوگ ہیں جو غصّہ کا سبب پائے جانے کی حالت میں بھی اپنے آپ کو قابو میں رکھتے ہیں اور غصہ کا اظہار نہیں کرتے۔ پھر فرمایا۔ اس سے اُوپر ایک اور درجہ ہے اور وہ عفو کا ہے۔ " وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ" بہت ممکن ہے کہ ایک شخص کسی کا نقصان کرے اور غصہ دلانے والی حرکت کا مرتکب ہو اور دوسرا شخص اس پر غصہ کا اظہار نہ کرے۔ لیکن پہلے شخص کو یہ خیال ہوسکتا ہے کہ دوسرے شخص نے گو اپنی زبان اور اپنے چہرے کی علامات اور دیگر حرکات سے تو غصّہ کا اظہار نہیں ہونے دیا مگر دل میں اس سے

ضرور ناراض ہوگا۔اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔یعنی صرف غصہ کو روکنے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ زبان سے بھی معافی دے دیتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ بھی آخری درجہ نہیں، اِس سے اُوپر ایک اور درجہ بھی ہے جو احسان کا ہے۔ '' وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْن ''۔کہ وہ صرف معاف ہی نہیں کرتے بلکہ احسان بھی کرتے ہیں۔اور جب انسان ایسے موقع پر احسان کی صفت کا اظہار کرتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے۔

ایک مشہور تاریخی واقعہ ہے جس کا ذکر میور نے اپنے ترجمۂ قرآن کے نوٹوں میں بھی کیا ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے غلام سے آپ کے کپڑوں پر سالن گر گیا۔اس پر آپ نے غلام کی طرف نظر اُٹھائی تو اُس نے آیت کے یہ الفاظ پڑھ دئے'' وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ '' آپ نے فرمایا'' کَظَمْتُ غَیْظِی ''،مَیں نے اپنا غصہ روک لیا۔ پھر اُس نے ''وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ '' پڑھا تو آپ نے فرمایا۔ '' عَفَوْتُ عَنْکَ ''،مَیں نے تیرا قصور معاف کردیا۔ پھر غلام نے'' وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ '' پڑھا یعنی اللہ تعالیٰ محسنوں کو دوست رکھتا ہے۔تو آپ نے فرمایا۔ جاؤ مَیں نے تمہیں آزاد کردیا۔

قرآن مجید نے کسی کے جُرم پر چشم پوشی کرنے کے سلسلہ میں جو کظمِ غیظ اور عفو اور احسان کی تعلیم دی ہے وہ ایسی جامع اور مکمل ہے کہ اس سے اُوپر کوئی اور تعلیم متصوّر نہیں ہوسکتی۔قرآن مجید کی ہر تعلیم اِس رنگ میں کامل اور مکمل ہے۔ پس اِس بے نظیر اور کامل کتاب کا پڑھنا اِس لحاظ سے بھی ضروری ہے۔

10- تکمیلِ عِلم کی خواہش

انسان قدرتی طور پر تکمیل علم کی خواہش رکھتا ہے اور اس غرض کے لئے مختلف درجات کا علم رکھنے والوں کی کتب پڑھتا ہے۔اور وہ ان لوگوں کی کتابیں بھی پڑھتا ہے جن کی تحقیقاتیں آئے دن بدلتی رہتی ہیں اور اُن کے بعد آنے والے لوگ اُن کی باتوں کو غلط ثابت کردیتے ہیں۔مگر قرآن مجید کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ نہ صرف کامل کتاب ہے بلکہ اس کی باتیں کبھی نہیں بدلتیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

" وَاتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ کِتَابِ رَبِّکَ لَامُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِہٖ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَداً o" (کھف رکوع ۴)

یعنی اگر تکمیل علم کرنا منظور ہے تو اپنے رب کی کتاب کو جو اُس نے تیری طرف وحی کی ہے پڑھتا رہ۔ وہ کتاب جس کی بتائی ہوئی باتیں کبھی نہیں بدلیں گی اور اس کی ناسخ کوئی اور کتاب نہیں ہوگی۔ اگر دوسروں کی بتائی ہوئی تعلیم پر عمل کرنے سے مصیبت آجائے تو وہ اس مصیبت کو دُور نہیں کر سکتے۔ لیکن تیرا رب ہر تکلیف کو دُور کر سکتا ہے اور اس کے سوائے اور کوئی جائے پناہ نہیں۔

اور فرماتا ہے:۔

" اِنَّ الَّذِینَ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللہِ وَاَقَامُو االصَّلوٰۃَ وَاَ نْفقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّ اوَّعَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ " (فاطر رکوع ۴)

یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ کی کتاب پڑھتے ہیں اور اس کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے اور ہم نے جو رزق اُنہیں دیا ہے اُس میں سے پوشیدہ اور علانیہ طور پر خرچ کرتے ہیں ایسے لوگوں کی تجارت کبھی تباہ نہ ہوگی اور وہ ترقی کرتے چلے جائیں گے۔

اللہ تعالےٰ نے جن لوگوں کو علم قرآن بخشا ہے اور اُن پر قرآن کے مطالب اور اسرار کھولے ہیں اُن کا علم دوسرے لوگوں کے علم پر ہمیشہ غالب آیا ہے۔ چنانچہ اُس نے اِس زمانہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ کو یہ اعزاز بخشا ہے اور آپ کی طرف سے بار بار یہ اعلان ہوُا ہے کہ کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے علم قرآن عطا فرمایا ہے تم کسی فن کے کیسے ہی تعلیم یافتہ اور کیسے ہی ماہر کو میرے سامنے لاؤ، اور وہ اسلام پر جس علم کی رُو سے چاہے اعتراض کرے میں بفضلِ خدا تعالیٰ اُس کے اعتراض کا مدلّل جواب دوں گا اور اسلامی تعلیم کی صداقت اور اُس کی فوقیت و برتری ثابت کر دوں گا، حالانکہ آپ کی ظاہری تعلیم صرف انٹرنس تک ہوئی ہے۔ لیکن قرآن مجید کے علم نے آپ کے علم کو دوسرے لوگوں کے علم کی نسبت بہت ہی وسیع اور مکمّل فرما دیا۔

پس تکمیلِ علم کے لئے بھی قرآن مجید کا پڑھنا از حد ضروری ہے۔

11-فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی

اُمّت محمدیہ ﷺ کے قیام کا باعث اور اس کا اعلیٰ ترین مقصد تبلیغِ اسلام یعنی تمام اقوامِ عالم کو نیکیوں کی طرف بُلانا اور برائیوں سے روکنا قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔

" کُنتُم خَیرَ اُمَّةٍ اُخرِجَتْ لِلنّاسِ تَأمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنکَرِ o" (آلِ عمران رکوع ۱۲)

اور بہ اتّباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آیت:۔

"بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ" (مائدہ رکوع ۲)

اور آیت:۔

" وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ لِاُنْزِرَکُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ " (انعام رکوع ۲)

میں بھی اُمّت محمدیہ پر تبلیغ قرآن اور اس کے ساتھ ساری دنیا کو انذار کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تبلیغ اور انذار اُس وقت تک صحیح طور پر نہیں کئے جاسکتے جب تک کہ ہم قرآن مجید کو غور سے نہ پڑھیں اور اس کی آیتوں میں تدبّر نہ کریں۔ اور اس کے علوم اور اُس کے حقائق و معارف سے واقف نہ ہوں۔ اور تبلیغ ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے پہلے دُنیا میں اسلام پھیلا اور اسی ذریعہ سے پھر اِس زمانہ میں پھیلے گا اور دُنیا کی تمام قومیں اس کے شیریں چشمہ سے سیراب ہوں گی، انشاء اللہ۔ اور اِس لحاظ سے بھی قرآن مجید کا علم حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِین ط

والسلام

جلال الدین شمس